ذکرِ اقبالؒ اور اسلم کمال

محمد فیصل شہزاد

Muhammad Faisal Shahzad

Lecturer, Departments of Urdu,
Punjab College, Lahore.

ڈاکٹر ایوب ندیم

Dr. Ayyub Nadeem

Associate Professor, Department of Urdu,
Govt. College of Science, Wahdat Road, Lahore.

Abstract:

In this article ,it is related that Allama Iqbal has described three main topics in his poetic composition i.e., God, Universe and Man. Aslam kamal has also used the very topics in his paintings.In the paintings and traveligues of Aslam Kamal, there is a glimpse of the philosophy of Allama Iqbal. Aslam Kamal regards Allama Iqbal his guide and his spiritual mentor. that is the reason, he embelishes his paintings and travelogues with the thoughts of Iqbal and wants to familarise the reader through his writings .aslam kamal expresses his devotion with Allama Iqbal in his travelogues.

علامہ محمد اقبال نے تین بڑے موضوعات کو ''انسان مرکزی'' کے تصور کے ساتھ بیان کیا ہے: خدا، کائنات اور انسان۔ یہ تقدیری مضامین ہیں۔ کچھ لوگ کائنات اور انسان کی سیر خدا مرکزی کے ساتھ کرتے ہیں اور کچھ لوگ کائنات کو مرکز بناتے ہوئے، خدا اور انسان کو دیکھتے ہیں۔ علامہ اقبال جہاں بھی ان تینوں مضامین کو بیان کریں گے، یکجا حالت میں بیان کرتے ہیں، جس میں انسان ہمیشہ مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اقبال کے ہاں انسان مابعد الطبیعی اور روایتی معنی میں ہے، جس کو اپنی تکمیل کے لیے حق اور خلق دونوں درکار ہیں۔ اقبال اسی تناظر میں بات کرتے ہیں، جن کا اصل مقصد تکمیل

انسان ہے۔اسی لیے تصورِحق اور تصورِخلق کو اقبال انسان کی تکمیل کے لے لازم سمجھتے ہیں۔اقبال بال جبریل میں بیان کرتے ہیں:

میری نوائے شوق سے شور حریمِ ذات میں
غلغلہ ہائے الاماں بُت کدۂ صفات میں (۱)

دوسری غزل:

اگر کج رو ہیں انجم، آسماں تیرا ہے یا میرا
مجھے فکرِ جہاں کیوں ہو، جہاں تیرا ہے یا میرا (۲)

پہلی غزل میں انسان اپنی حقیقت سے اور دوسری میں حقیقت کو اپنی فعلیت سے جوڑ رہا ہے۔ ہم حقیقت ،فعلیت ،مثالی، واقعی اور عملی ،ان چیزوں کو جوڑ کر اقبال کی فکر کو سمجھ سکتے ہیں۔ان دونوں غزلوں میں انسان اپنی مثالی صورت میں موجود ہے۔خدا حقیقت الٰہیہ کا بیان ہے۔اسی حوالے سے دیکھا جائے تو اقبال کا مخاطب بہت بڑا ہے۔احمد جاوید بیان کرتے ہیں:

''اقبال کا ایک تو مخاطب بہت بڑا ہے اور دوسرے یہ کہ انہیں کسی بھی چیز سے کلام کرنے میں کوئی تکلف نہیں ہوتا۔کبھی پیڑ سے خطاب شروع کر دیتے ہیں، کبھی چاند سے،کبھی بچے کو مخاطب بنا لیتے ہیں،کبھی خدا سے تخاطب پیدا کر لیتے ہیں۔یعنی جتنے موجودات ہیں، جتنے مراتب ہستی ہیں،اقبال سب کو اپنا مخاطب بنانے کا مزاج رکھتے ہیں۔'' (۳)

اقبال اپنی شاعری میں خدا کو بڑی بے تکلفی سے مخاطب کرتا ہے۔یہ ایک اچھی دریافت ہے۔اس کی اصل خدا، کائنات اور انسان کے ساتھ کلام سے متعلق ہے۔اس کا مطلب ہے کلام الہٰی ،اللہ کا بنایا ہوا پل، جو خدا، کائنات اور انسان کو جوڑتا ہے۔

اسلم کمال نے علامہ اقبال کے اِسی فکر کو مصور کیا۔کبھی قلم سے صفحہ قرطاس پر تو کبھی موقلم (برش) سے کینوس پر اتارا۔اسلم کمال کا علامہ اقبال سے لگاؤ اُن کو ایسا مصور وخطاط بنا گیا، جو فکر اقبال کو مصوری کے ذریعے بیان کرنے کا ہنر جانتا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر این میری شمل بیان کرتی ہیں:

"The Works of Allama Iqbal, are illustrated in Aslam Kamal's geometrically based style and thus convey the powerful yet poetical message of the great philospher Poet of Pakistan in a very novel way."

''علامہ اقبال کے الفاظ اسلم کمال کی مصوری کے ہندسی اشکال سے عبارت جس

اسلوب میں شکل پذیر ہوئے ہیں۔ پاکستان کے عظیم فلسفی شاعر کے پرشکوہ اور شاعرانہ پیغام کا ابلاغ وہ اسلوب بڑے غیر معمولی اور انوکھے انداز میں کرتا ہے۔''(۴)

جس طرح اور بہت سے لوگ علامہ اقبال کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں، اسی طرح اسلم کمال بھی اقبال کے دم بھرنے والوں میں سے ہیں، انھوں نے علامہ اقبال کو اپنے شوق مصوری سے کینوس پر اتارا۔ فرزند علامہ اقبالؔ، جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال اُن کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''مصور، خطاط اور ڈیزائنر جناب اسلم کمالؔ (تمغہ حُسن کارکردگی) گزشتہ ۴۰ برسوں سے کلام اقبال کو مصور کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو مقبولیت اشعار اقبال پر مبنی اسلم کمال کے فن پاروں کو حاصل ہوئی وہ کسی اور مصور کے حصے میں نہیں آئی۔ چنانچہ ان کی بیشتر تخلیقات اب بلاشبہ نوادرات کا درجہ پا چکی ہیں۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اسلم کمال آج بذات خود ایک مکتبِ فکر اور ایک معیار فن ہیں۔ کلامِ اقبال کو مصور کرنے کی جو روایت عبدالرحمٰن چغتائی نے بیسویں صدی کے نصف میں شروع کی اسلم کمال کے عصری شعور اور تخلیقی وفور نے اس روایت کو کامیابی سے ۲۱ ویں صدی میں داخل کر دیا ہے۔''(۵)

اسلم کمال نے علامہ اقبال کے ذکر سے اپنے تینوں سفرناموں کو مزین کیا ہے۔ سفرنامہ ''اسلم کمال۔ اوسلو میں'' دیکھیے۔ اسلم کمال ناروے میں نمائش کے سلسلے میں قیام پذیر تھے، اُن کی نمائش تین حصوں پر مشتمل تھی۔ ''خدا، انسان اور شاعر''۔ اقبال کے فلسفہ خدا، کائنات اور انسان کو اسلم کمال نے اپنے انداز میں بیان کیا اور اپنی نمائش کو علامہ اقبال سے منسوب کیا۔ خداشناسی کے لیے خودشناسی کا ہونا ضروری ہے اور علامہ محمد اقبال کے خودشناسی کے درس کو اسلم کمال نے اپنے مصورانہ شوق سے ایسے پینٹ کیا، جس کی مثال نہیں ملتی۔ اقبال نے تصور خودی کے ذریعے انسان کو اپنی پہچان کا تصور دیا اور اُسے اطاعت، ضبطِ نفس اور نیابت الٰہی کی منزلوں سے آشنا کیا۔ اسلم کمال نے اقبال کی اس تصور خودشناسی کو مصور کیا، اس طرح اپنے فن کے کمال سے انھوں نے تصورات اقبال کو عالمی سطح پر روشناس کرایا۔ وہ ذکر اقبال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہاں تم نے ٹھیک یاد رکھا، اقبال، ہومر، دانتے، گوئٹے، ملٹن اور ورگیلا ند کی کلاس کا ایسا شاعر ہے جس نے شاعری کو ایک ارفع معیار دیا۔ کیا مطلب؟ ہیلگا نے پوچھا تو میں نے کہا۔ اقبال کہتا ہے۔ نیا زمانہ نئے صبح وشام پیدا کر۔ اور میرا وطن پاکستان اس کی شاعری کی پیداوار ہے۔ میں نے کہا، تم لوگ سترہ مئی کے دن جس طرح ورگیلاند کو یاد کرتے ہو، ہم چودہ اگست کو اقبال کو بہت یاد

کرتے ہیں۔''(۶)

اسلم کمال نے اپنی مصوری سے شاعرِ مشرق علامہ اقبال کے افکار کو پوری دنیا میں نمایاں کیا ہے۔ اُن کی تصویری نمائش کا نام ہی اقبال سے منسوب تھا۔ انھوں نے اپنی مصوری کی مدد سے بتایا کہ ایک شاعر کس طرح انسان کو یہ بات یاد دلاتا ہے کہ خدا شناسی ہی انسان کا مقصدِ حیات ہے۔ اقبال کا فلسفہ خودی اس بات کا آئینہ دار ہے کہ انسان کو خودی کے عرفان سے آگاہ ہونا چاہیے، کیونکہ انسان تو نیابت الٰہی کے لیے بنا ہے، جو اپنا راستہ بھول چکا ہے۔ اقبال خودی کی منزل کو طے کرنے کا درس دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایسے انسان بنو، جو قرآن کا موضوع ہے۔ وہ قرآن، جس کے اندر اللہ تعالیٰ نے زندگی کے تمام مراحل کو بیان کیا ہے۔ یہاں تک کہ جو انسان کو دوبارہ زندگی ملے گی اس کی تمام معلومات بھی دی ہیں۔ اقبال نے اپنے انداز سے قرآن کی تفسیر کی اور صحیح اسلامی افکار کو بیان کرتے ہوئے انسان کا ملاپ خدا سے کراتے ہیں۔ اقبال کی سوچ نے انسان کی تعمیر کی اور ایک ایسی قوم کی آبیاری کی جو صدیوں سے غلامی میں رہتے ہوئے، ذہنی اور جسمانی طور پر کمزور ہو چکی تھی۔ اقبال نے اس قوم کے لیے شاعری کی اور اسلم کمال نے اس شاعری کو مصوری میں چُن چُن کر پیش کر دیا۔ ''اسلم کمال لکھتے ہیں:

> ''ورگیلاند نے اپنی شاعری کے ذریعے جس طرح ناروجین قوم کو بیداری کا درس دیا۔ اس حوالے سے مجھے اس میں اور اپنے شاعر اقبال میں بہت مماثلت پا کر خاص مسرت محسوس ہو رہی ہے۔''(۷)

اسلم کمال نے اپنے فن کے ذریعے شاعرِ مشرق علامہ اقبال اور اپنے آبائی شہر سیالکوٹ کا حق ادا کر دیا۔ اسلم کمال ہیلگا ویکنے کے ساتھ ناروے کے قومی دن ۱۷ مئی کے حوالے سے علامہ اقبال کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''جس طرح ورگیلاند نے اپنی شاعری کے ذریعے ایک قوم کو ایک ولولہ تازہ سے ہم کنار کیا اور ناروجین قوم اسے آج جس طرح اپنا سب سے بڑا ذہنی محسن تسلیم کرتی ہے۔ اس سے میرے دل میں علامہ اقبال کی یاد تازہ ہو گئی، مجھے یقین ہے کہ اگر ورگیلاند کی شاعری کا ترجمہ دنیا کی بڑی زبانوں میں ممکن ہوتا اور اقبال کی نظر سے گذرتا تو اقبال یورپ کی حقیقی روح کو نٹشے، گوئٹے، شیکسپیئر، بائرن، ہیگل، مارکس، لوتھر، ٹالسٹائی، برگساں اور آئن سٹائن سے تعبیر کرتے ہوئے اس صف میں ہنرک ورگیلاند کو بھی ضرور شمار کرتے۔''(۸)

اسلم کمال نے پاکستان کی تخلیق اور شاعرِ مشرق کے تصور کو عمدہ انداز میں بیان کیا ہے۔ علامہ اقابال نے ہندوستان کے لوگوں کو کس طرح خوابِ غفلت سے جگایا کہ جس کے نتیجے میں ملک'' پاکستان'' وجود میں آیا۔ اُس سعی کے حوالے سے کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

''میرا شاعر غیروں کی حکمرانی کے نتیجے میں اپنے عظیم ماضی سے کٹی ہوئی قوم کے درمیان بہت بے چین بہت مضطرب تھا۔اس نے اپنی قوم کو خوابیدہ اجتماعی ضمیر کو جھنجوڑا، اسے عزتِ نفس کا درس دیا اور پھر اس کی قوم جہانِ ناپسندیدہ کو مسمار کر کے اپنی پسندیدہ دنیا کے لئے جگہ ہموار کرنے پر کمربستہ ہوگئی اور اس طرح اس قوم نے اپنی دنیا بسائی جس کا نام پاکستان ہے۔میں جہاں کا رہنے والا ہوں۔''(۹)

اسلم کمال، علامہ اقبال کے بارے میں ایک سوال پر بادشاہی مسجد کے سامنے دفن اس عظیم شاعر کا پتا بھی دیتے ہیں، جس نے اپنے نوجوان کو مخاطب کرتے ہوئے ، اُسے ماضی کی عظمتِ رفتہ سے آشنا کرایا، علامہ اقبال ساتھ ساتھ اپنے دکھ کا بھی اظہار کرتے ہیں، کہ ہم نے قرآنی تعلیمات کو چھوڑ دیا، جس کی وجہ سے ہم آج دنیا میں ذلیل وخوار ہو رہے ہیں، اپنے علم کو یورپ میں استعمال ہوتا دیکھتے ہیں تو وہ گلوگیر ہوتے ہیں۔اسلم کمال، اقبال سے بہت عقیدت رکھتے ہیں۔اسلم کمال کو پانچویں کلاس تک ''ساقی نامہ اور بال جبریل'' من وعن ازبر تھی۔علامہ اقبال کے ساتھ انسیت اور ذکرِ اقبال اُن کی روح کی تسکین ہے۔اسلم کمال اقبال کے افکار کی ترجمانی کرتے ہوئے، ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

''تم نے اپنی نمائش جو تین حصوں پر مشتمل ہے اس کا مجموعی عنوان خدا انسان اور شاعر رکھا ہے۔کیا اس کا عنوان خدا انسان اور مصور نہیں ہو سکتا تھا۔ایک نوجوان مصور کا سوال تھا۔شاید کبھی ہو جاتے تا حال ممکن نہیں ۔۔اور سر دست یہ میرا شاعر انسان اور خدا کے مابین مکالمے کے لیے بہترین لب ولہجہ فراہم کرتا ہے۔ کاش نارویجن زبان میں اس کی شاعری کا ترجمہ ہوتا تو آپ لوگ جان سکتے کہ مقامِ بندگی کیا اور مقامِ کبریا کیا ہے۔''(۱۰)

اسلم کمال کی اقبال سے عقیدت دیدنی ہے۔اقبال کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے قوم کی بیداری، جہدِ مسلسل اور پاکستان کی تشکیل کے بارے میں گبریلہ سے بات کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''میں نے کہا، سگری کو جس زمانے میں نوبل پرائز ملا۔اس زمانے میں وہ شاعر جس کی شاعری کی مصوری میری نمائش کا ایک حصہ ہے وہ جتنی بلند پایہ شاعری کر رہا تھا۔خود مغربی اہلِ نظر کے نزدیک اس وقت مغرب کے شعرا اس معیار کے تصور کو بھی نہیں چھو پائے تھے۔احترام آدمی کی بنیاد پر وہ انسان کے لیے کہیں زیادہ ارفع اور ذی علم معاشرے کا تصور پیش کرتا ہے۔جس میں جملہ قسم کا استحصال آپ اپنی موت مر جاتا ہے۔کتنی حیرت ناک بات ہے کہ ایک ایسے شاعر کو نوبل پرائز سے محروم رکھا گیا۔جس کی شاعری نے ۱۹۴۷ء میں قائم

ہونے والے میرے ملک کی تخلیق میں بنیادی کردار ادا کیا۔۔۔۔ مجھے افسوس ہے کہ میں تمھارے اس شاعر کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔جس کی شاعری نے بقول تمھارے ایک وطن حاصل کرنے کا جذبہ دلوں میں بیدار کیا لیکن یہ جانتی ہوں کہ ایسے لوگ تو پیغمبرانہ صفات کے مالک ہوتے ہیں۔ان کی تو قدر کرنا پوری انسانیت کا فرض بنتا ہے۔ان لوگوں کے کام اور مرتبے نوبل پرائز سے کہیں بلند ہوتے ہیں۔‘‘(۱۱)

سفر نامہ’’ لاہور سے چین تک‘‘ میں اُن کی عقیدت کا انداز ملاحظہ ہو لکھتے ہیں۔ہمارا ملک’’ پاکستان‘‘ علامہ محمد اقبال کا خواب ہے۔وہ اقبال جس نے انسان کو اپنی ذات سے آگاہی کا درس دیا۔جو اسلام کا مبلغ تھا۔جو چاہتا تھا کہ مسلمان قوم جو کہ دنیا کی بہترین قوم تھی، دوبارہ وہی اوج کمال حاصل کرلے۔اس لیے اقبال کے ہاں ایسے مکالمے بھی ملتے ہیں، جن میں اقبال اپنے خدا سے بھی ہم کلام ہوتا ہے، صرف اس لیے تاکہ بندہ سمجھ سکے کہ اس دنیا میں اس کا مقصد حیات کیا ہے۔

علامہ اقبالؒ میں قومی اور ملی شعور بہت عمیق تھا۔وہ مسلمانوں کے شاندار ماضی کے زوال کو دیکھتے تو غمگین ہو جاتے۔مسلمانوں کی زبوں حالی ان کے دل و دماغ کو جھنجوڑ رہی تھی۔جس کی وجہ سے اقبال نے اپنا تمام کلام قرآن کریم سے اخذ کیا۔اسلامی تاریخ، مسلمانوں کے علمی ورثے، اسلامی تہذیب کے اصول اور مغرب کے فلسفے کو جب اقبال نے اسلامی تعلیم سے موازنہ کیا تو اقبال نے ایک ملک خداداد کا خواب دیکھا، کہ جس میں اسلام کے طور طریقے اپنائے جائیں۔

اسلم کمال نے اقبال کے اسی فلسفے کا بہت گہرا مطالعہ کیا اور اقبال کے افکار کو اپنے موقلم سے صفحۂ قرطاس پر اُتارا۔اپنے سفر ناموں میں اسلم کمال نے علامہ اقبال کا بہت ذکر کیا ہے، جس سے اسلم کمال کی حضرت علامہ اقبال سے محبت اور عقیدت کا اندازہ ہوتا ہے۔اسلم کمال نے اِس عظیم شاعر سے ناطہ جوڑ کر دنیا میں اس کی تصویر کو نئے انداز سے روشناس کرایا۔اسلم کمال جہاں کہیں بھی انسانی سعی کا شاہکار دیکھتے ہیں، فوراً علامہ اقبال کے افکار سے اس کام کی تائید کرتے ہیں۔تربیلا ڈیم کی جھیل کو جب جہاز سے دیکھتے ہیں، تو بے ساختہ اقبال کا شعر پڑھتے ہیں:

’’تو شب آفریدی چراغ آفریدم
سفال آفریدی ایاغ آفریدم‘‘(۱۲)

اقبال کا یہ انداز جس میں اللہ تعالیٰ سے محوِ کلام ہو کر لکھتے ہیں، کہ اے اللہ تو نے انسان کو اتنا با اختیار اور عقل و دانش کا منبع بنایا کہ وہ تیری دی ہوئی صلاحیتوں سے اس دنیا میں نئے نئے کام کر رہا ہے، جس سے تیرا جہان اور خوبصورت ہوتا جا رہا ہے۔اسلم کمال ہانگچو کے مقام میں قدرت کی دی ہوئی خوبصورتی کو دیکھتے ہیں تو ورطۂ حیرت میں پڑ جاتے ہیں۔پرندوں کی چہکار، ہوا کی سرسراہٹ، اودے

اودے اور نیلے نیلے پھولوں کو جب دیکھتے ہیں، تو علامہ محمد اقبال کے یہ اشعار بے اختیار ان کے لبوں کی زینت بن جاتے ہیں:

''ما از خدائے گم شدہ ایم او بجستجو ست
چوں مانیاز مندو گرفتارِ آرزو ست

گاہے بہ برگِ لالہ نوسید پیام خویش
گاہے درون سینۂ مرغان بہ ہاو ہوست''(۱۳)

چین میں اسلم کمال ہر طرف گوبھی دیکھتے ہیں۔ بند گوبھی پھول گوبھی کی گئی قسمیں۔ بڑے پتوں والی گوبھی۔ گوبھی کی اس بھرمار سے نالاں ہو کر لکھتے ہیں کہ شاید گوبی چینیوں کی قومی پسند ہے، تو گوبھی کو دیکھتے ہیں تو تلمیح بیان کرتے ہیں:

''علامہ اقبالؒ کے ملازم علی بخش بہت یاد آئے جنھوں نے مولانا گرامی کو بھی بھگا دیا صرف یہ کہہ کر کہ'' آج بھی گھر میں گوبھی پکی ہے۔''(۱۴)

سفر نامہ'' گمشدہ'' میں دیکھیں: اسلم کمال اپنے پیرو مرشد علامہ اقبال کا ذکر ہر سفر نامے میں کرتے ہیں، کیوں کہ وہ اپنے آپ کو علامہ اقبال کے بغیر نامکمل تسلیم کرتے ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ وہ آج جو کچھ بھی ہیں، علامہ اقبال کی وجہ سے ہیں۔ بچپن سے لے کر جوانی اور جوانی سے اب تک اسلم کمال پر علامہ اقبال کا اثر نمایاں ہے۔ علامہ اقبال کی شاعری انسانوں کی آب یاری کرتی ہے۔ اس لیے اسلم کمال علامہ اقبال کا ذکر جا بجا کرتے ہیں۔

علامہ اقبال نے جرمنی اور انگلستان سے تعلیم بھی حاصل کی۔ اور بہت سارے مغربی استادوں سے کسبِ فیض کیا۔ علامہ اقبال مغربی شاعروں اور استادوں سے متاثر بھی تھے۔ اسلم کمال بائرن کو اقبال کا خراج تحسین پیش کرتے ہوئے۔ علامہ اقبال کے ایک شعر کا تفسیری مفہوم کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

''سنو الزبیتھ! میں نے کہا۔ کوئی کہتا ہے کہ بائرن کے جام سے اگر چمن کی مٹی پر کچھ ٹپک پڑے تو اس زمین سے لالہ وگل شعلوں کی طرح اگنے لگیں گے۔''(۱۵)

اسلم کمال کی مصوری سے اپنے مرشد علامہ اقبال کا فلسفہ جھلکتا ہے۔ وہ اس پاکیزہ روح اور کردار کی تلاش میں سرگرداں نظر آتے ہیں، جس کا تصور اقبال نے دیا ہے۔ علامہ اقبال اُن کا کے لیے روحانی رہبر بھی ہے اور محبت کا پیکر بھی۔ اسلم کمال نے اپنے سفر ناموں میں علامہ اقبال کا ذکر مختلف مقامات پر کیا ہے۔ کبھی نثر کی صورت میں اور کبھی اشعار کی صورت میں۔ اُن کا اسلوب ایسا ہے جو قاری کو علامہ اقبال سے بہرہ مند کرنا چاہتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ محمد اقبال، کلیات اقبال، بال جبریل، لاہور: اسلام بک ڈپو، ستمبر ۲۰۱۵ء، ص: ۵۴۵

۲۔ ایضاً، ص: ۵۴۶

۳۔ جاوید احمد، اقبال کی شاعری: ایک سلسلہ گفتگو، (مضمون)، مشمولہ: اقبالیات، جنوری ۲۰۱۳ء، ص: ۲۳

۴۔ اسلم کمال، کلام اقبال۔ نقش کمال، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۵ء، ص: ۱۴۱

۵۔ ایضاً، ص: ۱۴۲

۶۔ اسلم کمال، اسلم کمال۔ اوسلو میں، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۱ء، ص: ۱۹۲

۷۔ ایضاً، ص: ۲۳

۸۔ ایضاً، ص: ۴۰۹

۹۔ ایضاً، ص: ۲۲۲

۱۰۔ ایضاً، ص: ۲۶۹

۱۱۔ ایضاً، ص: ۲۸۳

۱۲۔ اسلم کمال، لاہور سے چین تک، لاہور: مقبول اکیڈمی، ۱۹۸۹ء، ص: ۱۶۲

۱۳۔ ایضاً، ص: ۱۴۰

۱۴۔ ایضاً، ص: ۵۹

۱۵۔ اسلم کمال، گمشدہ، لاہور: مکتبہ عالیہ، اپریل ۲۰۰۰ء، ص: ۲۳۹

☆.....☆.....☆

اقبال کا فلسفۂ تعلیم

ڈاکٹر محمد عظیم اقبال

Dr. Muhammad Azeem Iqbal

Assistant Professor, Department of Urdu,
Government M.A.O. College, Lahore.

Abstract:

Allama Muhammad Iqbal has a unique status in ideological, cultural, literary, theoratical and politico-civilizational history of the subcontinent. Contrary to the ordinary romantic and revolutionary poets, his poetry and philosophy grandly overwhelms the practical problems and complicated aspects of real life. Thus the acquisition of knowledge and the issue of knowledge system is one of them. He not only pointed flaws and faults of modern western education as well as tradional oriental education system but also laid fundamental guiding principals for a balanced and positive education system. The underlined article "Iqbal's Philosophy of Education" is an attempt to critically evaluate the salient features of Iqbal's views on education.

> ”انسان کی بقا کا راز انسانیت کے احترام میں ہے۔ جب تک دنیا کی تعلیمی قوتیں اپنی توجہ کو محض احترام انسانیت کے درس پر مرتکز نہ کردیں، یہ دنیا بدستور درندوں کی بستی بنی رہے گی۔“(۱)

علامہ اقبال کے مندرجہ بالا بیان سے یہ امر مترشح ہے کہ ان کے نزدیک آدمی کو حیوانیت کی سطح سے درجۂ انسانیت تک پہنچانے میں تعلیم بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ اسی احساس کے باعث انہوں نے اپنی شاعری، خطبات، تقاریر، خطوط اور بیانات میں علم اور مسئلہ تعلیم کے بارے میں جا بجا اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور اپنے دیگر نظریات کی طرح یہ نظریہ بھی انہوں نے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں مرتب کیا ہے۔ علمی حوالے سے وہ اسلام اور مسلمانوں کی کاوشوں اور کامرانیوں کے کس قدر معترف